انّ الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء — عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

غلام احمد قادیانی

نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں دوبار

فی پرچہ ایک آنہ

قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی للعہ ششماہی للعہ سہ ماہی عار

جماعت احمدیہ کا سلسلہ آرگن جسے (سنہ ۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۳۳	مورخہ ۲۲ر اکتوبر سنہ ۱۹۲۶ء	یوم جمعہ	مطابق ۱۴ر ربیع الثانی سنہ ۱۳۴۵ھ	جلد ۱۴

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ خیر و عافیت سے ہیں۔

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے خاندان میں خیریت ہے۔

جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب انچارج نور ہاسپٹل قادیان خود اب اچھے ہیں مگر آپ کا لڑکا محمد احمد کئی روز سے بیمار ہے احباب اس کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

منشی غلام نبی صاحب ایڈیٹر الفضل تا حال پاؤں کے زخم کی وجہ سے حسب ہدایت ڈاکٹر چلتے پھرتے نہیں۔ اور دفتر سے رخصت پر ہیں ؎

مولوی عبدالکریم صاحب موضع سید جلال پور ضلع فیروزپور سے آیا ہے ؎

قادیان میں موسمی بخار کی شکایت بڑھ رہی ہے ؎

نظم

تکتے تکتے راہ کو بیمار آنکھیں ہو گئیں
ایسی پتھرائیں کہ خود دیوار آنکھیں ہو گئیں

کیا کہوں جب میری انکی چار آنکھیں ہو گئیں
آنکھوں ہی آنکھوں میں دلکے پار آنکھیں ہو گئیں

صحن گلشن میں ہزاروں گل نظر آئے مگر
جبکہ لالہ پر پڑیں خونبار آنکھیں ہو گئیں

دل کی دل میں ہی رہی تھی ان کے رعب حسن سے
خوبی قسمت لب گفتار آنکھیں ہو گئیں

چشم مست حسن سے جبدم ملی اٹھکر نظر
ایسا پیمانہ ملا سرشار آنکھیں ہو گئیں

دن کو در پر شب کو سوئے آسماں رہنے لگیں
وقفِ لطفِ انتظارِ یار آنکھیں ہو گئیں

روتے روتے ہجر میں پانی ہوا نورِ نظر
نذرِ شوقِ دیدنِ دلدار آنکھیں ہو گئیں

اشکِ خونی سے عیاں ہے حالتِ سوزِ دروں
بلبلِ دل کے لئے منقار آنکھیں ہو گئیں

ٹکٹکی ایسی بندھی ہے انتظارِ یار میں
ہو کے ساکت روزنِ دیوار آنکھیں ہو گئیں

دیدۂ ہمدم رفیقِ گریہ ہو کیونکر نصیب
اب تو آنکھوں کے لئے درکار آنکھیں ہو گئیں

آ نظر اے جانِ من آنکھوں میں آ دل میں سما
ضبطِ سوزِ ہجر سے گلزار آنکھیں ہو گئیں

جوشِ گریہ لایا آخر پھل ہوا آشوبِ چشم
رونے کا رونا نیا آزار آنکھیں ہو گئیں

تھی ہر اک کی آنکھ سیدھی یار کی آنکھوں کے ساتھ
اب تو جو غمخوار تھیں خونخوار آنکھیں ہو گئیں

بن گئی ہیں نقشِ حیرت دیدہ ہائے منتظر
خود تماشا طالبِ دیدار آنکھیں ہو گئیں

کس کا سونا نیند کیسی چین ہے خوابِ خیال
میں کبھی سویا بھی تو بیدار آنکھیں ہو گئیں

طعنہ ہائے غیر رسوائی نہیں رونے کی حد
آنکھوں سے میں مجھ سے اب بیزار آنکھیں ہو گئیں

چین کیوں کر پاس آئے در پہ دو دربان ہیں
درد اگر غافل ہوا ہوشیار آنکھیں ہو گئیں

ہر گھڑی مدِّ نظر خوشنودیِ محمود ہے
اک نظر سے جس کی پُر انوار آنکھیں ہو گئیں

قادیانی زائرِ الفت بھی، کیا ہے بہا
اس سے ہی درجِ دُرِ شہوار آنکھیں ہو گئیں

قاسم علی خان احمدی قادیانی

مادہ تاریخ

بنائے مکان حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ

(ہدیہ محقر ذوالفقار علی خان گوہر)

وہ نور نکلے یہاں سے یارب جو عالم افروز و رہنما ہو
دعا ہے گوہر کی تجھ سے یارب ہو اس مکاں سے **فروغ مشرق**
۱۹۲۶ء

جناب خان صاحب کی دوسری طویل نظم آئندہ شائع ہوگی (ایڈیٹر)

بنگال احمدیہ کانفرنس برہمن بڑیہ کا اجلاس

(تار بنام الفضل)

مظفر الدین صاحب چودھری برہمن بڑیہ سے بذریعہ تار مطلع فرماتے ہیں۔ جو ہمیں آج ۱۹ اکتوبر بوقت دوپہر وصول ہوا۔

وفد تبلیغ کی آمد بنگال احمدیہ کانفرنس کا انعقاد ۱۵ اکتوبر کو ہوا۔ وفد تبلیغ چٹاگانگ میں لیکچر دینے کے بعد برہمن بڑیہ میں صبح کے وقت پہنچا۔ مقامی احمدیوں نے ریلوے سٹیشن پر پُرتپاک استقبال کیا۔ جہاں ان کی آمد کی خوشی میں پٹاخے چلائے گئے۔

آغاز کارروائی جلسہ حاضرین کی تعداد غیر معمولی طور پر بہت زیادہ تھی۔ غیر احمدی اور ہندو صاحبان کافی تعداد میں آئے۔ جناب مولوی حسام الدین حیدر صاحب ڈپٹی مجسٹریٹ نے کرسئ صدارت کو زینت بخشی۔ مولانا مولوی عبد الرحیم صاحب نیّر اور مولوی غلام احمد صاحب مجاہد کی تقریریں کہ جن کا بنگالی زبان میں ترجمہ کر کے لوگوں کو سنایا گیا۔ از حد مفید و موثر ثابت ہوئیں۔ مولانا مولوی عبد الرحیم صاحب نیّر نے کانفرنس میں احمدیہ جماعت کی وہ مستحکم اور بے نظیر اطاعت اور فرمانبرداری زیر صدارت مولوی عبد اللطیف صاحب امیر جماعت مقامی بیان کی جو وہ ہر حال میں اپنے واجب الاطاعت امام حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کے لئے ملحوظ رکھتی ہے۔

صلائے عام جناب نیّر صاحب نے اپنی تقریر میں تمام غیر احمدی اشخاص کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لوائے فلک پیمائے کے نیچے جمع ہونے کے واسطے اندازِ موثر میں صلائے عام دی۔ سامعین کی یہ حالت تھی۔ کہ جیسے کسی نے ان پر سحر کر دیا ہوتا ہے۔ وجد و شوق کا عالم ان پر طاری ہو گیا۔ اور ہمہ تن نقشِ دیوار بنے سب کچھ وہ سن رہے تھے۔ جو ان کو سنایا جا رہا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ سے جو عقیدت اور خلوص ہم کو حاصل ہے۔ حضرت پر اس کے اظہار کے لئے ایک ریزولیوشن بھی پاس کیا گیا۔

میجک لنٹرن کے ذریعے لیکچر مولانا نیّر صاحب نے دونوں دن میجک لنٹرن کے ذریعے بھی لیکچر دیئے۔ جن میں ہجوم سامعین و ناظرین کی ایک حوصلہ افزا کیفیت نظر آتی رہی۔ اور لیکچروں نے قبولیت عام پائی۔ ان لیکچروں پر طبقہ نسواں بھی شرکت اختیار کرتا رہا۔

لجنہ اماء اللہ کا جلسہ تیسرے دن احمدی مستورات کا جلسہ ہوا۔ ایک سو سے زیادہ احمدی عورتیں شریک جلسہ ہوئیں۔ دو یورپین مشنری لیڈیاں بھی جلسہ میں آئیں۔ یہاں کی لجنہ اماء اللہ نے تعلیم نسواں کے متعلق بھی بعض اہم تجویز پر غور کیا۔ نہ صرف غور ہی کیا۔ بلکہ عملی طور پر بھی اسے شروع کرنے کے واسطے پورا پورا بندوبست کیا۔ چنانچہ ایک موقر اور معزز بہن بھرت پور سے اسی لئے برہمن بڑیہ آئیں۔ کہ وہ تعلیم نسواں کا بیڑا اٹھائیں۔

مباحثہ جناب مولوی احمد الدین صاحب سے حاضرین کی ایک کافی تعداد کے سامنے مباحثہ ہوا۔ خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ہم کو مکمل فتح نصیب ہوئی۔

بار لائبریری میں لیکچر ہندو شرفاء و ڈوسا کی استدعا پر مولانا نیّر صاحب نے یہاں کی بار لائبریری میں ایک پُرجوش لیکچر دیا۔ اور یہ خدا تعالیٰ کا فضل و احسان ہے۔ کہ جملہ حاضرین پر اس کا ایک گہرا اثر ہوا۔ صدر جلسہ نے جو ایک معزز ہندو تھے اس لیکچر کی از حد تعریف و توصیف کی۔ اور اس سے اتفاق کیا کہ ہمیں جسمانی ورزشوں کے لئے آج ہی سے حسب حال سپورٹس اور پھر ٹورنامنٹوں کا اجراء کرنا چاہیئے۔

روانگی وفد یہ وفد آج رات کو اڑیسہ کی طرف روانہ ہو گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں چند دلکش نظمیں لکھی گئیں۔ جو بر سر اجلاس نہایت خوش الحانی کے ساتھ ہر روز پڑھی گئیں۔

(بسم اللہ الرحمن الرحیم)
الفضل
یوم جمعہ ۔ قادیان دارالامان ۔ مورخہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۲۶ء

مذہب کو سیاسیات کا آلۂ کار نہ بناؤ

حجاز کانفرنس اور مشورۂ التوائے حج

حجاز کانفرنس لکھنؤ میں یہ قرارداد پاس ہوئی ہے کہ کوئی حج کو نہ جائے۔ تاکہ سلطان ابن سعود کو ہوش آئے۔ اور یہی تحریک دوسرے ممالک اسلامیہ میں بھی کی جائے۔ میں یہ تو نہیں کہتا۔ کہ سیاسیات میں مذہب کو نہ لاؤ۔ کیونکہ خدا کے فضل سے ہمارا مذہب اسلام ہر طرح سے کامل و اکمل ہے اس میں ہر شعبۂ زندگی کے متعلق کافی و مکمل ہدایت موجود ہے لیکن یہ ضرور کہوں گا۔ کہ اپنے مذہب کو سیاسیات کا آلۂ کار نہ بناؤ۔ یہی غلط روی تھی۔ جس نے مسلمانوں کو یہ دن دکھایا۔ ہجرت اور ترک موالات کے نتائج ظاہر ہو چکے ہیں۔ اب تو بڑے سے بڑے کٹر عدم تعاونی بھی پکار اٹھے ہیں۔ کہ ان باتوں سے ہمیں سخت نقصان پہنچا۔ چنانچہ زمیندار نے لکھا ہے

"آپ حضرات نے یہاں ہندوستان میں تحریک توینت شروع کرتے ہی ہجرت کا غلغلہ بلند کیا۔ جس میں صدہا آدمیوں کے گھر بار اجڑ گئے۔ پھر روپیہ جمع کیا جس میں سولہ لاکھ چھوٹانی کی امانت میں تباہ ہو گیا"

(زمیندار ۱۵ اکتوبر)

پھر حکومت سے ترک موالات کا مسئلہ تھا۔ سو اس بارے میں پانسو علماء کے متفقہ فتویٰ کا جو حشر ہوا۔ ظاہر ہے۔ کہ اپنی غلطی پر کس طریق سے ذبح کیا گیا ہے۔ پس سیاسی امور تو ہمیشہ بدلتے رہینگے۔ مذہب کے نام سے اپنی ابوالہوسی نہ کرو۔ کہ اس سے نہ صرف نقصان ہوتا ہے۔ بلکہ غیر مذہب والوں کی نظروں میں اسلام کا استخفاف بھی ہوتا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ ان کا مذہب بھی کیسا ناقص ہے کہ ان کی ہدایات پر کاربند ہونے سے تباہ ہوتے جاتے ہیں۔ حالانکہ اصل بات یہ ہے۔ کہ جو کچھ ہو رہا ہے۔ مذہب اسلام کی خلاف ورزی کا نتیجہ ہے۔ حج ایک مذہبی فریضہ ہے۔ اس کے لئے مذہب اسلام کے قائم کردہ موانع دیکھنے چاہئیں۔ نہ کہ شریف حسین یا ابن سعود سے ذاتی مخالفت کر کے ان کو مزا چکھانے اور اسے بھوکوں مارنے یا کم از کم اس کے انتظام میں خلل اندازی کے لئے اپنا دین و ایمان برباد کر لیا جاوے۔

شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے ایک جرنلسٹ کی حیثیت سے نہایت قیمتی مشورہ اس بارے میں اپنے اہل وطن کو انگلستان سے دیا ہے۔ جو یہ ہے:-

"میں نے گذشتہ کئی سال تک متواتر حجاز کے متعلق ہندوستان میں کام کرنیوالی سوسائیٹیوں کا غور سے مطالعہ کیا ہے۔ اور میں نے ان کو بعض اوقات نہایت ناشائستہ حرکات کا مرتکب دیکھا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ حج کا سوال جو ایک مذہبی سوال ہے۔ اسے اپنی اغراض کا مرکز بنانے کی کوشش کی۔ مثلاً جب شریفی خاندان حکمران تھا۔ تو بڑے زور و شور سے پروپیگنڈا کیا۔ کہ لوگ حج کو نہ جائیں۔ اس کے لئے فتوے شائع کئے گئے۔ اور ہر قسم کی کوششیں عمل میں لائی گئیں۔ اور جب اس کی ابن سعود سے جنگ شروع ہو گئی۔ تو یہ امر اہم سمجھا گیا۔ کہ لوگوں کو حج کے لئے آمادہ کیا جائے۔ اور اس کے لئے باضابطہ تحریکیں اور کوششیں کیں۔ میں اس کی پرواہ نہیں کرتا کہ میرے نقطۂ نظر میں کیا کہا جاوے۔ اس لئے کہ میں اپنے قلب کو دیکھتا ہوں اور خدا کے فضل سے میں شرمندہ نہیں۔ کہ میرا یہ اظہار رائے کسی ذاتی یا دیگر مقصد پر مبنی ہے۔ جہاں تک میں نے حج کے مسئلہ کو اسلامی احکام کی روشنی میں پڑھا اور مطالعہ کیا ہے۔ ان واقعات اور حالات میں میں دونوں قسم کی کوششوں کو لغو سمجھتا ہوں۔ اور جو لوگ محض ان تحریکوں کی وجہ سے حج سے رکے۔ میرے نقطۂ خیال سے اس کی کچھ قیمت نہیں۔ نہ جانے والوں نے گناہ کیا۔ اور جانے والوں نے شوکت علی کے لئے حج کیا حج ایک اسلامی فرض ہے۔ جو چند شرائط کے ساتھ ادا کرنا مخصوص ہے۔ جب وہ شرائط اور حالات موجود ہوں۔ تو خواہ کچھ بھی ہو۔ حج فرض ہے۔ اور اس کے واسطے جانا ضروری ہے۔ حکومت علی کی ہوتی یا ابن سعود کی۔ اور جب وہ شرائط ساقط ہو جائیں تو حج ساقط ہو جائے گا۔ خواہ وہاں شخصی حکومت ہو یا علی برادران کی جمہوریت ہو۔ اپنی نفسانی اغراض کے ساتھ حج کے سوال کو وابستہ کرنا اسلام کے ساتھ ہنسی ہے۔ اور دشمنوں کو ہنسی کرنے کا موقعہ دیتا ہے۔

جہاں اس قسم کی کوششیں ہو رہی ہوں کہ سردار سپہ رضا خان پہلوی کے پاس وفد لے جانا چاہیئے۔ وہاں یقیناً اسی قسم کے لوگ بھی پیدا ہو جائیں گے۔ جو ابن سعود کے خلاف ایک طوفان بے تمیزی پیدا کر دینے کے بعد مسلمانوں کو کہیں گے۔ کہ اگلے سال حج کو نہ جاؤ۔ اگرچہ تجربہ نے بتا دیا ہے۔ کہ اس قسم کی تجاویز ہمیشہ ناکام رہی ہیں۔ جب شریفی خاندان کی ممانعت نہیں۔ تو اس کی مخالفت میں یہ پروپیگنڈا ہوا۔ تو اس میں صریح ناکامی ہوئی۔ اور آئندہ بھی اس قسم کی تجاویز کا یہی حشر ہونا ہے۔ لیکن میں یہ کہہ دینا چاہتا ہوں۔ کہ میرے نزدیک سرے سے اس قسم کی تجاویز کا ہونا ہی بیکار ہے۔ تم سب ملکر عرب کی آبادی اور اس کی ترقی کی فکر کرو۔ اور اندرونی جھگڑوں کو چھوڑ کر اغراض مشترکہ پر متحد ہو جاؤ کہ اس سے تم کو ترقی اور حکومت حجاز کو بہت سا وقت اصلاح کو ملیگا۔"

امید ہے۔ کہ ہمارے کلمہ گو بھائی اس مشورہ کی قدر کریں گے اور سیاسیات میں مذہب کو آلۂ کار بناتے ہوئے خدا کے احکام کو ہوا و نفس کے تابع نہیں بنائیں گے۔

ڈاکٹروں کی ناقابل برداشت فیس

ہمعصر تجلی دہلی نے ڈاکٹروں کی بڑھتی ہوئی فیس کے متعلق ان الفاظ میں ریمارک کیا ہے:-

"دنیا میں ہر کاروبار "لین دین" سے مرکب ہے۔ لیکن ڈاکٹری میں صرف "لین" ہے۔ ان کو اس سے بحث نہیں کہ مریض اچھا ہو۔ وہ اس کے ذمہ دار نہیں کہ دوا فائدہ کرے۔ ہر حالت میں ان کی فیس واجب ہے۔ پانچ منٹ کی گپ شپ کا معاوضہ دو روپے چار روپے آٹھ روپے بلکہ سولہ روپے اور کس طرح بہم پہنچائے ہوئے روپے تن پیٹ کاٹ کر بال بچوں کو ننگا بھوکا رکھکر قرض لیکر سود دیکر۔ بیوی کا زیور اثاث البیت بیچ کر۔

ڈاکٹر صاحب اپنے گھر بیٹھکر پہر دل وقت ضائع کریں اپنی پرائیوٹ ضرورتوں کے لئے بازاروں میں پیادہ پا پھریں لیکن جب کوئی مریض انہیں گھر لیجانا چاہتا ہے۔ تو ان کی حالت میں فوراً تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے۔ گاڑی کے بغیر دو قدم چلنے کے لئے بھی وہ اپنی دونو ٹانگیں بیکار پاتے ہیں

اور ان کا وقت کیسا ہی بیکار کیوں نہ ہو۔ لیکن مریض کے سرہالیں پہنچ کر ہر پانچ منٹ کی قیمت چار سے سولہ روپے تک ہو جاتی ہے۔

میرا یہ منشا نہیں۔ کہ ڈاکٹروں کو فیس نہ دی جائے۔ یا وہ دیگر اہل کمال کی طرح فلاکت زدہ رہیں۔ لیکن میں اتنا ضرور کہوں گا۔ کہ محنت اور وقت کے معاوضہ کی ایک حد ہوتی ہے۔ دوسرے کی کمزوریوں اور حاجتمندی سے فائدہ اٹھانے کے موقع محل کی حاجت ہے۔ انسان ڈاکٹری پڑھکر فرشتہ نہیں بن جاتا۔ انسان ہی رہتا ہے۔ اس کی ہستی عام ہستیوں سے بالاتر نہیں ہو جاتی۔ پھر اس کا معاوضہ بھی اتنا زیادہ کیوں ہو۔ اور ایسا کیوں ہو۔ جو غرباء اور متوسطین کی بربادی کا باعث بن جائے وہ کامیاب ڈاکٹر جن کو چوبیس گھنٹہ میں آٹھ فیسیں ملتی ہیں۔ اگر آٹھ روپے کی ایک روپیہ فیس رکھیں تو بھی آٹھ روپے ہوتے ہیں۔ اور یہ اتنی رقم ہے۔ کہ وہ آرام کی زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ اس طبقہ میں چند نفوس اور بھی قابل افسوس ہیں۔ یہ وہ بزرگ ہیں۔ جو اپنے گھر پر بھی مریضوں سے فیس وصول کرتے ہیں۔ اور جب تک ان کو پیشگی رقم ادا نہ کر دی جائے اس وقت تک مریض سے بات نہیں کرتے۔ ان کی نیکی۔ رحم دلی اور ہمدردی انسانی کا اندازہ وہی شخص کر سکتا ہے جو ان کے علاج کا حاجتمند ہو۔ اور اس جبری فیس کے لئے روپیہ نہ رکھتا ہو۔

ان ڈاکٹری فیسوں سے زیادہ تکلیف دہ وہ ڈاکٹری نسخہ ہیں۔ جن کی قیمت اصل سے چوگنی۔ چھ گنی اور آٹھ گنی ادا کرنی پڑتی ہے۔ اگر کوئی یونانی عطار ہم سے چھ ماشہ گل بنفشہ کی قیمت چار آنے طلب کرے۔ تو ہم اس کے لئے تیار نہ ہونگے۔ لیکن ہم ایک انگریزی دوا فروش کو منہ مانگی قیمت اس طرح ادا کر دیتے ہیں۔ جس طرح ایک صراف "روپے کے سولہ آنے" پیسے گن دیتا ہے۔ اس کا سبب صرف یہ ہے کہ اکثر یونانی دواؤں کی قیمت سے ہم آگاہ ہیں اور ڈاکٹری دواؤں سے بالکل نابلد ہیں۔ ہماری اس کمزوری سے فائدہ اٹھایا جا رہا ہے۔ پس ضرورت ہے کہ پبلک کو ان دواؤں کی حقیقت اور قیمت سے مطلع کیا جائے۔ اگر کوئی واقف کار بزرگ تکلیف کریں۔ اور مروجہ دواؤں کی ایک فہرست مع شرح و قیمت و تفصیل روزانہ اخبارات و رسائل میں شائع کر دیں۔ تو ہزارہا بندگان خدا کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ اور مخلوق خدا ایک نقصان عظیم سے بچ سکتی ہے۔"

ہمیں کچھ شک نہیں کہ یہ بہت سے غریب مریضوں کی ہمنوائی ہے جو معزز ہمعصر کی ہے۔ اور وقت آ گیا ہے کہ انکو متعلق پبلک کے بااثر لوگ کوئی عملی سٹیپ لیں۔

ہندوؤں کا طرز عمل مسلمانوں سے متعلق

کانگریس میں پھوٹ پڑی ہے۔ لالہ لاجپت رائے کے متعلق جنرل سکرٹری پنجاب پراونشل کانگریس کمیٹی نے جو اعلان کیا ہے اس میں سے ایک اقتباس ملاحظہ کیجئے۔ جس سے یہ ظاہر ہوگا کہ برادران وطن مسلمانوں کے متعلق کیا طرز عمل رکھتے ہیں:-

"لدھیانہ سٹی کانگرس کمیٹی کا سالانہ انتخاب ۳ر اکتوبر کو ہونا تھا۔ مگر اس سے دس بارہ روز پہلے گیتا رام جو اپنے آپ کو اچھوت ادھار کمیٹی کا پرچارک کہتا ہے۔ جس کے پریزیڈنٹ لالہ لاجپت رائے ہیں) اور لالہ انت رام دھشی یہاں آ پہنچے۔ اور ظاہر کیا کہ شریمتی لجیاوتی یہاں آکر لیکچر دیونگی مگر در پردہ کانگرس کمیٹی کے ہندو ممبران میں یہ پروپیگنڈا پھیلانا شروع کیا۔ کہ امسال لودیانہ سے کوئی مسلمان ممبر پراونشل میں نہ جائے۔ اور مہاشہ گیتا رام و لالہ رام سرن کی نئی آریہ سماج گھاس منڈی چوڑا بازار پنڈت گوکل وید کے پاس گئے۔ اور ان کو کہا۔ کہ پنڈت جی! ہندوؤں کی حالت بڑی نازک ہو رہی ہے۔ اس لئے اس سال آپ سٹی کانگرس لودیانہ کی طرف سے کسی مسلمان ممبر کو پراونشل کمیٹی میں نمائندہ بنا کر نہ بھیجیں۔ اور صرف لالہ بھگت رام ڈوگرہ کو ہی ووٹ دینا۔"

(۲) لالہ شانتی ساگر مینیجر شملہ بنکنگ کمپنی لودیانہ کے پاس پہنچے اور ان کو بھی یہی اپدیش دیا۔ کہ امسال پراونشل میں کسی مسلمان ممبر کو نہ بھیجیں۔ اس کے بعد باقی ہندو ممبروں میں زہر پھیلاتے رہے۔ اور مہاشہ جی نے ممبروں کی لسٹ کسی طرح سے سردار ایشر سنگھ سکرٹری کے دفتر سے حاصل کر لی تھی۔

(۳) لالہ گیتا رام داس کے ساتھی جو زہر میاں محمد عبد اللہ صاحب وکیل کے خلاف پھیلا رہے ہیں۔ اس کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ میاں صاحب! ایک ایسی قابل تعظیم ہستی ہیں کہ جو مذہبی تعصب سے ناآشنا ہیں۔ اور کانگرس کے کاموں میں بڑی دلچسپی لیتے ہیں۔ اور ہمیشہ ہی قومی اتحاد کے زبردست ستون ہیں۔ اور جنھوں نے خلافت کمیٹی سے استعفا دیدیا ہے۔ کہ میں صرف کانگرس کا ممبر ہی رہنا چاہتا ہوں

(۴) یہ کیسا کمینہ فعل ہے کہ کسی دیش بھگت کو اس لئے پراونشل میں نہ بھیجا جاوے۔ کیونکہ وہ مسلمان ہے۔ ایک طرف تو یہ شکایت ہے۔ کہ مسلمان کافی تعداد میں کانگرس میں شریک نہیں ہوتے ہیں۔ دوسری طرف ذمہ وار سوشیتوں کے پرچارک یہ زہر ہندو ممبروں میں پھیلا رہے ہیں کہ امسال مسلمانوں کو پراونشل کانگرس میں ہرگز نہ جانے دیں۔ یہ کارنامے ہیں۔ جو کانگرس سدھار کمیٹی کے پرچارک آجکل کر رہے ہیں"

باوجود اس کے شکایت ہے۔ کہ مسلمان ہمارے ساتھ ملکر کام نہیں کرتے اور کانگرس میں نہیں آتے۔

آریہ سماج میں کوئی خوبی نہیں

آریہ سماج کی قلم و زبان جس دلخراشی اور ناگفتنی بہ الفاظ کے ساتھ دنیا کے تمام مذاہب کے برخلاف چلتی ہے۔ وہ تمام مذہبی دنیا پر ظاہر و باہر ہے۔ اکثر نقض امن کا باعث ان کی اشتعال انگیز تحریریں اور تقریریں ہی ہوئی ہیں۔ اور انہی اشتعال انگیزیوں کو مدنظر رکھکر حفظ امن کے لئے افسر مجاز نے آریوں کے پنڈت دہرم بھکشو صاحب کو جبکہ وہ نارووال (سیالکوٹ) میں آریہ سماج کے جلسہ پر گئے۔ یہ حکم دیا۔ کہ صرف اپنے مذہب کی خوبیوں تک ہی اپنی زبان کو محدود رکھو۔ اور دوسرے مذاہب پر حملے نہ کرو۔ مگر ناظرین یہ سنکر ضرور متعجب ہونگے۔ کہ پنڈت دہرم بھکشو صاحب نے اس حکم کے بعد بالکل ہی تقریر نہ کی۔ کیا اس حکم کو جو کہ صرف غیر مذاہب پر حملے نہ کرنے اور اپنے ہی مذہب کی خوبیاں بیان کرنے کے متعلق تھا۔ اور پنڈت صاحب کے اس طریق کار کو جو انہوں نے اس حکم کے بعد اختیار کیا۔ مدنظر رکھنے سے یہ نتائج نہیں نکلتے کہ (۱) آریہ بالخصوص پنڈت دہرم بھکشو صاحب بغیر گندہ دہنی کے رہ نہیں سکتے۔ یا یہ کہ ان کی تعلیم ہی اس قسم کی ہے۔ کہ وہ دوسرے مذاہب پر سب و شتم کریں۔ (۲) آریہ سماج اور آریہ سماج کی تعلیم میں کوئی خوبی ہی نہیں۔ جو وہ بیان کر سکیں۔

گکشمنی کا باغ اور نیا طرز عمل

نور افشاں ۵ اراکتوبر کی اشاعت میں رقمطراز ہے:-

"ہندوستان کو کسی نئے مذہب کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اس میں آگے ہی کثرت سے مذاہب موجود ہیں۔ نہ اسے نئے فلسفہ اور علم الہی کی ضرورت ہے۔ ہندوستان میں آگے ہی فلسفہ اور علم الہی بھرا پڑا ہے۔ نہ ہندوستان کو کسی نئی مسیحی جماعت کی ضرورت ہے۔ جو ان جماعتوں پر اضافہ ہو۔ جو پیشتر ہی ہندوستان میں موجود ہیں۔ ہندوستان کو اگر ضرورت ہے۔ تو نئے طرز عمل کی ضرورت ہے۔"

اگر ہندوستان کو فی الواقع ان چیزوں کی ضرورت نہیں تو سوال یہ ہے۔ کہ وہ نیا طرز عمل پیدا کہاں سے ہوگا۔ کیونکہ جو کچھ پہلے موجود بتایا گیا ہے۔ وہ تو یہ نیا طرز عمل پیدا نہیں کر سکا۔ رہا مسیحی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

احمدی جماعت میں تبلیغ کا کام بند نہیں ہونا چاہئے

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۶ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

ہدایت جس کا ذکر سورہ فاتحہ میں آتا ہے۔ اور جو انسان کو سیدھے راستہ پر لے جاتی ہے۔ اور اسے صراط مستقیم پر چلاتی ہے۔ وہ ایسی باریک اور ایسی لطیف ہوتی ہے۔ کہ اندرونی احساسات کے سوا کوئی اور چیز اُسے سمجھ نہیں سکتی۔ اور ابتداءً اسکی حقیقت کا معلوم کرنا انسان کے لئے بعض وقت بہت مشکل ہو جاتا ہے۔

ہدایت اور اخلاقی حالت

ایک شخص کو ہدایت مل تو رہی ہوتی ہے۔ لیکن باوجود اس کے وہ اسکو سمجھ نہیں سکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جتنی جتنی کسی کی اخلاقی حالت موٹی ہوتی ہے۔ اتنی ہی اس کی ہدایت باریک ہوتی ہے جس کیوجہ سے وہ اسے شناخت نہیں کر سکتا۔ یہانتک کہ بسا اوقات وہ سمجھتا ہی نہیں۔ کہ اسے ہدایت مل بھی رہی ہے یا نہیں۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہدایت پاتے ہوئے بھی ایک شخص یہی سمجھتا ہے کہ وہ ہدایت نہیں پا رہا۔ بسا اوقات وہ یہی خیال کر لیتا ہے کہ مجھے کوئی ہدایت نہیں مل رہی اس وجہ سے ایسا شخص کبھی ہدایت ملتے ہوئے اسے ترک کر دیتا ہے کبھی حاصل ہوتی ہوئی ہدایت کو ضائع کر دیتا ہے۔ کیونکہ جن باتوں سے اسے آہستہ آہستہ ہدایت مل رہی ہوتی ہے وہ یہ سمجھکر کہ مجھے تو کوئی ہدایت نہیں مل رہی۔ ان باتوں کو چھوڑ دیتا ہے جسکا اثر یہ ہوتا ہے کہ وہ ہدایت پانے سے بھی محروم رہجاتا ہے۔ چونکہ ہدایت ایک لطیف چیز ہے۔ اور انسان اسے بعض وقت نمایاں طور پر محسوس نہیں کر سکتا۔ اس لئے وہ ناامید ہو جاتا ہے۔ کہ مجھے ہدایت مل ہی نہیں سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو کہ عین ہدایت کے راستہ پر چلتے ہوئے بھی مایوس نظر آتے ہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ نشاط اور وہ خوشی جو ہدایت سے حاصل ہوتی ہیں۔ شروع شروع میں اسقدر تھوڑی ہوتی ہے کہ وہ اسے محسوس نہیں کرتے۔ اور یوں جب مایوس ہوتے ہیں۔ تو اس سے بالکل ہی محروم ہو جاتے ہیں۔ بلکہ بعض وقت تو ایسا ہوتا ہے کہ بالکل دروازہ پر پہنچ کر لوٹ جاتے ہیں۔ اور اس طرح جو ہدایت پا چکے ہوتے ہیں۔ اسکو بھی نقصان پہنچا لیتے ہیں۔ وہ تو ابتدائی حالت سے یہ سمجھتے ہیں کہ ہدایت نہیں پا رہے۔ لیکن حالت یہ ہوتی ہے کہ وہ ہدایت پا رہے ہوتے ہیں۔ مگر چونکہ یہ لطیف ہوتی ہے اس لئے انہیں محسوس نہیں ہوتی۔ اس لئے وہ اسے مایوس ہو کر چھوڑ دیتے ہیں۔ لیکن درحقیقت ہدایت ان کے اندر ہوتی ہے۔ بلکہ دل کے اندر ہوتی ہے۔ بلکہ نفس کے ذرہ ذرہ کے اندر جاری و ساری ہوتی ہے۔ مگر سمجھتے ہیں کہ وہ ان کے اندر نہیں ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہدایت لطیف چیز ہوتی ہے۔ اور وہ شروع شروع میں اسے اپنے اندر محسوس نہیں کرتے۔

فلسفہ ہدایت کو اطبا نے سمجھا ہے

عام لوگ تو اسے سمجھ نہیں سکتے۔ لیکن اطباء نے اسکو اچھی طرح سمجھا ہے۔ وہ جب ایک مریض کو نسخہ دیتے ہیں۔ تو اسی اصول کے ماتحت دیتے ہیں۔ کہ آہستہ آہستہ فائدہ ہوگا۔ طبیب جب دوا دیتا ہے تو اس کا ہرگز یہ منشا نہیں ہوتا۔ کہ دو یا تین یا چار یا پانچ یا چھ دن کے بعد اس کا فائدہ ہونے لگیگا۔ بلکہ یہ منشاء ہوتا ہے۔ کہ چھ دن کے بعد تم کو محسوس ہونے لگیگا۔ کہ فائدہ ہوتا ہے۔ اسیطرح روحانی باتوں کا حال ہے۔ لیکن بسا اوقات انسان کے لئے اس بات کو سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ کہ اُسے فائدہ ہو رہا ہے کیونکہ اس کے احساسات اتنے کند ہوتے ہیں۔ کہ وہ سمجھنے سے قاصر رہ جاتا ہے۔ مگر بات یہ ہے کہ اگر اس نکتہ کو لوگ سمجھ لیں تو سچائی کے معلوم کرنے میں انہیں کوئی تکلیف نہ ہو۔

ہدایت اور سچائی کے معلوم کرنے کا طریق

سچائی کے دیکھنے کے لئے لوگوں کو چاہئے کہ وہ یہ دیکھنے کی کوشش نہ کریں۔ کہ ہم پر کیا اثر ہوتا ہے۔ بلکہ یہ دیکھیں کہ ہم سے جو اعلیٰ قابلیت ہے۔ اسپر کیا اثر ہوتا ہے۔ بعض لوگ یہ دیکھکر کہ ہمارے اندر کوئی تغیر پیدا نہیں ہوا۔ اس بات کو ہی چھوڑ دیتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم میں جو اس کا اثر نہیں تو شاید اسمیں کچھ اثر ہی نہیں ہے۔ حالانکہ ہدایت کا اثر بھی دوائی کیطرح ہوتا ہے۔ بعض دفعہ دنوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ بعض دفعہ ہفتوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ بعض دفعہ مہینوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ بعض دفعہ سالوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ بعض دفعہ انجام پر ہی جاکر ظاہر ہوتا ہے۔ بلکہ بعض دفعہ مرنے کے وقت جا کر ظاہر ہوتا ہے یہاں اخباروں میں ایک دفعہ ایک واقعہ شائع ہو چکا ہے۔ کہ ایک لڑکی جو جاہل سی تھی۔ اور جس نے صرف چند ایک سیپارے قرآن شریف کے شاید پڑھے ہوئے تھے جب فوت ہونے لگی تو اسے وفات کے متعلق بعض عجیب عجیب نظارے نظر آئے جنہیں اُس نے جب بیان کیا تو تمام لوگ جو ارد گرد تھے جن میں ہندو بھی تھے۔ سب کے سب حیران رہ گئے۔ تو بسا اوقات ایک انسان موت تک بھی اسکو محسوس نہیں کرتا۔ پس یہ ایک غلطی ہے کہ اسے ایک حد تک پہنچا کر چھوڑ دیا جائے۔ کیونکہ جب نمونہ موجود ہو تو پھر اسے تسلیم کر لینا چاہئیے۔ کہ ہدایت تو ہے۔ اس کا اثر تو ہے لیکن ہم محسوس نہیں کرتے۔

اثر کی ابتدا

یہ ممکن نہیں کہ آگ کے پاس بیٹھیں اور گرم نہ ہوں۔ یا برف کے پاس بیٹھیں اور ٹھنڈے نہ ہوں۔ یا سایہ میں بیٹھیں تو خنکی محسوس نہ کریں۔ یا دھوپ میں بیٹھیں تو گرمی کا احساس نہ ہو۔ یہ ممکن نہیں کہ سیاہی کو ہاتھ لگائیں اور سیاہی ہاتھ کو لگ نہ جائے۔ یا سرخی کو ہاتھ لگائیں اور سرخی ہاتھ کو نہ لگے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ نشان ہلکا لگے جو نظر نہ آئے۔ یا پھر آنکھیں ہی اس درجہ کمزور ہوں کہ وہ اس داغ کو دیکھ ہی نہ سکیں۔ لیکن یہ ناممکن ہے کہ داغ نہ لگے یا اگر دھوپ یا سایہ میں بیٹھیں تو گرمی اور سردی اپنا اثر نہ کرے۔ پس سچی جماعتوں میں داخل ہونے پر ہی اثر شروع ہو جاتا ہے خواہ وہ اثر نظر آئے یا نہ آئے یا خواہ وہ اثر نہایت ہی خفیف ہو۔ جو محسوس ہو یا نہ ہو۔ لیکن ایسی جماعتوں میں داخل ہونے سے اثر ہوتا ضرور ہے۔

تبلیغ مت چھوڑو

ایک دوست کا خط آیا ہے کہ ہم نے اتنا عرصہ تبلیغ کی اور کوئی تبدیلی نہ ہوئی۔ اور اثر ظاہر نہ ہوا۔ ہم تبلیغ چھوڑ دیتے ہیں کیونکہ ہم نے اصلاح نہیں پائی۔ مگر وہ نہیں سمجھتے کہ خود تبلیغ کی توفیق ملنا یہ بھی تو ایک نیکی ہے۔ کئی قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک بدی کے مرتکب ہوتے ہیں جو اس سے بچتے ہیں ایک دوسروں کو روکتے ہیں۔ ایک وہ ہیں جو خود بھی نیکی کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی نیکی کی بات بتاتے ہیں۔ پھر ان کے اثر بھی الگ الگ ہیں۔ ایک وہ ہیں جو ظاہر ہوتے ہیں۔ اور ایک وہ ہوتے ہیں جو ظاہر نہیں ہوتے۔ تو مختلف قسم کے نشان ہوتے ہیں۔ اور مختلف قسم کے اثر اور جو تبلیغ کر رہا ہے۔ وہ نیکی کر رہا ہے۔ اور یہ فضل ہے جو اس نے محسوس نہیں کیا۔ کیونکہ اسکی حستیں اتنی باریک تھیں کہ وہ ان کو محسوس نہیں کر سکا۔ اور اس نے صرف اپنے آپ کو دیکھا اور جب اُسے اپنے آپ پر کوئی اثر نظر نہ آیا تو کہدیا کہ یہ بے اثر شے ہے۔ حالانکہ یہ دیکھنا چاہئیے کہ ہماری جماعت کے لوگوں پر یہ اثر ہے یا

یا نہیں۔ اگر ہیں تو یقیناً یہ راستہ ٹھیک ہے۔

انبیا بارش کی طرح ہوتے ہیں

ہماری جماعت میں سے اگر کوئی شخص تبلیغ کرتا ہے اور پھر وہ اس کا کوئی اثر اپنے میں نہیں دیکھتا تو اس کے یہ معنے نہیں کہ یہ کوئی بے اثر چیز ہے۔ یا اس سے انسان کے اندر کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کے یہ معنے ہو سکتے ہیں کہ ہماری رفتار سست ہے۔ کیونکہ اگر ہماری رفتار سست نہ ہو تو اثر جلدی ظاہر ہونے لگے۔ پس میرے نزدیک ہر وہ شخص جو اس کو مان لیتا ہے۔ ضرور اپنے اندر ایک تبدیلی پیدا کر لیتا ہے خدا کے انبیاء بارش کی طرح ہوتے ہیں۔ لوگوں کے کپڑے خواہ کتنے ہی چکنے ہوں مگر پھر بھی اس بارش سے کچھ نہ کچھ تری پا ہی لیتے ہیں۔ یہاں بھی یہی بات ہے۔ تبلیغ خواہ کتنی ہی تھوڑی ہو اپنا اثر ضرور کرتی ہے۔ اور ایک تبدیلی ضرور پیدا کرتی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ اثر اور تبدیلی نظر نہ آئے توجبکہ تبلیغ ضرور تبدیلی پیدا کرتی ہے۔ تو ایک شخص باوجود اس بات کے اگر اسکو چھوڑ دیتا ہے تو یہ ایک نفس کا دھوکا ہے۔ اور ایسا خیال ایک شیطانی وسوسہ ہے جو اسے تبلیغ سے روکنے کیلئے پیدا ہوا ہے۔

منافق کی تبلیغ

تبلیغ سے ضرور اثر پیدا ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ منافقت کے رنگ میں بھی اگر تبلیغ کی جائے تو یہ منافقت کی تبلیغ بھی اثر پیدا کرتی ہے۔ اور ایسا منافق انسان بھی ان سب فوائد سے حصہ پاتا ہے۔ جو تبلیغ کے ہیں۔ کیونکہ یہ خدا تعالےٰ کے قانون کے برخلاف ہے۔ کہ ایک شخص بارش میں کھڑا ہو اور تری نہ لے۔ پس منافق بھی جو کہ منافقت سے تبلیغ کرتا ہے۔ جب اس سے حصہ پاتا ہے تو جو لوگ دیانت کیساتھ تبلیغ کرتے ہیں۔ وہ کیوں نہ پاتے ہونگے۔ آنکھیں منور ہوں یا نہ ایک شخص روشنی سے ضرور حصہ لیتا ہے۔ ایک نابینا بھی روشنی سے فائدہ لیتا ہے۔ سورج جب نکلتا ہے تو اسکی آنکھیں ایک خاص قسم کا تغیر محسوس کرتی ہیں۔ جو اندھیرے اور روشنی میں اسکو تمیز پیدا کرا دیتا ہے پھر اس کے جسم پر کچھ اس قسم کی کیفیات ہو رہی ہوتی ہیں۔ کہ وہ روشنی کو محسوس کر لیتا ہے۔ یا پھر اس کے اندر فوائد پہنچ رہے ہوتے ہیں۔ کئی قسم کی بیماریاں ہیں جو سورج سے دور ہوتی ہیں۔ تو یہ بالکل ناممکن ہے۔ کہ ایک شخص الٰہی سلسلہ میں داخل ہو اور پھر وہ کورا رہے۔ بیشک اسے فائدے ہوتے ہیں۔ لیکن چونکہ اس کے احساسات باریک ہوتے ہیں اس لئے وہ شروع شروع میں بلکہ بعض اوقات انجام تک بھی ان کو محسوس نہیں کرتا۔ اور وہ اسے نظر نہیں آتے۔ پس ان کے متعلق یہ خیال کرنا کہ ضرور نظر آجائیں۔ ایک غلطی ہے۔

ہدایت نشانوں سے نظر آتی ہے

موسیٰؑ کی قوم نے کہا تھا کہ خدا اگر نظر آجائے تو مان لینگے۔ دیکھو خدا تعالےٰ تو نظر آتا ہے۔ لیکن باوجود اس کے وہ آنکھوں سے پوشیدہ ہے جس طرح اللہ نظر نہیں آتا اسی طرح ہدایت بھی نظر نہیں آتی۔ اور جس طرح اللہ تعالےٰ نشانوں سے ظاہر ہوتا ہے اسی طرح ہدایت بھی نشانوں سے ظاہر ہوتی ہے۔ پس جو شخص یہ کہتا ہے کہ ہدایت محسوس نہیں ہوتی اور اسکا کوئی ثبوت نہیں۔ وہ درست بات نہیں کہتا وہ یہ تو کہہ سکتا ہے کہ وہ ابھی اس مقام پر نہیں پہنچا۔ جو اسے نظر آئے۔ اور اس کی روحانی حالت اس درجہ نہیں ہو گئی۔ کہ وہ اسے محسوس ہو لیکن یہ نہیں کہہ سکتا کہ اسمیں اثر ہی نہیں۔ تبلیغ میں اثر ہے اور تبلیغ کرنے سے ضرور فائدہ پہنچتا ہے۔

تبلیغ کے فائدے

ایک یہی فائدہ کیا کم ہے کہ وہ ان بدیوں سے بیمار نہیں ہوتا جن سے وہ دوسروں کو روکتا ہے۔ اور اس طرح وہ ایک بیمار شخص کیطرح ہو جانے سے بچ جاتا ہے۔ بسا اوقات دیکھا گیا ہے کہ طبیب بیماری کا علاج نہیں کرتا۔ بلکہ بیماری کو روکتا ہے۔ اسی طرح تبلیغ کا حال ہے کہ گمراہی میں جو ترقی کر رہا تھا وہ روکی گئی۔ اور یہ بھی ایک فائدہ ہوتا ہے۔ جو تبلیغ سے پہنچتا ہے۔ کہ انسان گمراہی سے بچ جاتا ہے۔ اور ایسے کئی ہزاروں ثبوت جماعت میں مل سکتے ہیں۔ کہ جو ان فوائد کو پا رہے ہیں۔ اور ان کے اندر یہ باتیں پیدا ہیں۔ پس اسی سے یہ سمجھا جا سکتا ہے۔ کہ یہ روحانی سلسلہ ہے۔ اور جو خدا کے سلسلہ ہوتے ہیں۔ ان کی ظاہر علامت یہ ہوتی ہے کہ وہ خدا کے کلام سے مشرف ہوتے ہیں۔ اور ان کو قبولیت دعا ملتی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کی حفاظت ان کے ہمراہ رہتی ہے۔ پھر تبلیغ کا یہ فائدہ بھی ہے کہ جو تبلیغ کرتے ہیں۔ خدا ان کو ضائع نہیں کرتا۔ جو دوسروں کا خیال رکھتے ہیں۔ خدا ان کا خیال رکھتا ہے۔ ان کے علم میں اضافہ ہوتا ہے ان کا عرفان بڑھتا ہے۔ ان کا دشمن پر رعب ہوتا ہے۔ اور یہ سب باتیں ہماری جماعت میں میسر ہیں۔ پس تبلیغ سے آہستہ آہستہ ایک شخص ایسے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ جہاں وہ بالآخر محسوس کر لیتا ہے۔ کہ اسے ہدایت مل رہی ہے۔

پس ہماری جماعت کے دوستوں کو چاہیئے۔ کہ وہ اس سے غفلت نہ کریں اور کچھ بھی ہو اسے چھوڑیں نہیں۔ اگر نشانات صداقت نہ ملیں تو تھک نہیں جانا چاہیئے۔ کیونکہ یہ ابتدائی حالت ہوتی ہے۔ اور جب یہ حالت گذر جاتی ہے۔ تو از خود یہ محسوس ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص اسی طور پر اسے چھوڑ دیتا ہے کہ وہ سمجھتا ہے بے اثر شے ہے یا تبدیلی پیدا نہیں ہوتی۔ تو یہ شیطان کا دھوکہ ہے۔ جو نیکی سے روکنے والا ہوتا ہے۔ پس اس بات سے گھبرانا نہیں چاہیئے کہ اس کا اثر ظاہر نہیں ہو رہا۔ وقت جب آتا ہے آپ ہی یہ ظاہر ہو جاتا ہے۔ اور انسان اسکو جان نہیں سکتا۔ کہ اس کے اندر استعداد کتنی تھی۔ اور پھر اس کے اثرات کے ظاہر ہونے کے لئے مدت کتنی چاہیئے۔ اس لئے تبلیغ سے رکنا نہیں چاہیئے۔

ضرور تبلیغ کرو

بعض لوگ خیال کرتے ہیں۔ ہم میں خود غلطیاں ہیں۔ لوگوں کو کیسے سمجھائیں۔ مگر ان کو جاننا چاہیئے کہ ان کا یہ خیال بھی غلط ہے۔ کیونکہ جو دوسروں کو سمجھاتا ہے وہ نیکی کرتا ہے۔ اس لئے تبلیغ کرنا نیکی کرنا ہی اور اس سے رکنا غلطی ہے اور ایسی غلطیاں درست نہیں ہو سکتیں جب تک نیکیاں نہ کی جائیں۔ پس تبلیغ کرنا خود نیکی کرنا ہی جو ان کی اپنی غلطیوں کو بھی دور کر سکتی ہے۔ اور دوسروں کی غلطیاں بھی۔ پھر تبلیغ ایک فرض بھی ہے۔ اس لئے بھی اسے پورا کرنا چاہیئے۔ پس میں دوستوں کو کہتا ہوں کہ تبلیغ کے فرض کو ہرگز نہیں چھوڑنا چاہیئے اور اس بات سے حوصلہ نہیں ہارنا چاہیئے۔ کہ اسکا اثر نہیں یا تبدیلی نہیں ہوتی یا ہم میں خود غلطیاں ہیں۔ ایک آدمی جو صرف اس لئے تبلیغ سے رک جاتا ہے۔ کہ اثر نہیں وہ کیا جانتا ہے کہ اس کے بعد اگر وہ تبلیغ کرتا تو ضرور اس کا اثر ظاہر ہوتا۔ پس آدمی اگر آج نہیں تو کل۔ کل نہیں تو پرسوں۔ پرسوں نہیں تو اترسوں۔ ضرور اس کا اثر محسوس کرتا اور دیکھتا ہے اور ایک دن وہ دیکھیگا۔ کہ تاریکی سے نکلکر یکدم وہ روشنی میں آگیا ہے۔ خدا تعالےٰ ہمارے تمام اعمال کو درست کرے اور ہمیں اپنے فضلوں کا وارث بنائے۔ اور ہمیں توفیق دے کہ اپنے نفوس کی بھی اور دوسروں کے نفوس کی بھی اصلاح ہو۔ ہمیں تبلیغ کی اور بھی زیادہ توفیق ملے۔ اور ہم نیکی کرتے رہیں۔ آمین ؎

خطبہ ثانی میں فرمایا

آج نماز کے بعد میں تین جنازے پڑھاؤں گا۔ اور یہ تینوں ایسی جگہ فوت ہوئے جہاں ہماری جماعت کے لوگ یا تو تھے نہ یا تھے تو ایک دو۔ پہلا جنازہ ملک غلام نبی صاحب اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس سب ڈویژن پنڈی گھیپ کے والد ملک محسن خانصاحب کا ہے دوسرا۔ امت الرحمٰن صاحبہ۔ عبد القدیر صاحب چھاؤنی جالندھر کی ہمشیرہ اور تیسرا والدہ رحمت اللہ سکنہ اتر پور (انبالہ) ان تینوں کا جنازہ جمعہ کی نماز کے بعد پڑھاؤنگا سب دوست میرے ساتھ شامل ہوں۔

میاں غلام محمد صاحب مرحوم امرتسری

میرے والد ماجد میاں غلام محمد صاحب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ۱۸۹۱ء کے قریب کے ملنے والوں میں سے تھے۔ اور پنڈت لیکھرام کے قتل سے پہلے بیعت کی تھی۔ آپ قریباً ۷۵ سال کی عمر پاکر فوت ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ملک مولا بخش صاحب ایکسٹرا کلرک آف کورٹ حصار نے مجھے لکھا ہے۔ کہ ایک دفعہ والد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امامت میں مسجد اقصیٰ میں ایسے وقت میں نماز ادا کی تھی۔ جبکہ وہ اکیلے مقتدی تھے۔ بوجہ ضعف دماغ اور طبیعت پر شرم وحیا کا غلبہ ہونے کے وہ سلسلہ کے کاروبار میں خاص حصہ نہ لے سکے۔ ان کی احمدیت کا سلسلہ اس طرح شروع ہوا۔ کہ ایک شخص نے ان سے کوئی اخبار پڑھنے کے واسطے لیا۔ جو کسی اور شخص کا تھا۔ چونکہ یہ اخبار مانگنے والا آدمی حضرت اقدس کے پاس آیا جایا کرتا تھا۔ جب اسے اخبار واپس نہ کئے کئی روز گذر گئے۔ تو والد صاحب نے جو اس وقت وہابی تھے۔ اس خیال سے کہ اخبار کا بروقت واپس کرنا ضروری ہے۔ اور یہ گمان کرکے کہ شاید اخبار مانگ کر لے جانے والا آدمی حضرت صاحب کے پاس ہی گیا ہو۔ قادیان جانے کا ارادہ کر لیا۔ وہاں پہنچ کر جب حضرت صاحب کے پاس گئے۔ تو ان کے ساتھ ہی پہلے ایک بٹالہ کے دوست داخل ہوئے۔ حضرت صاحب نے ان سے باتیں کیں۔ اور بالآخر ان کو اڈا پر رخصت کرنے گئے۔ والد صاحب بھی ساتھ ہی گئے۔ بٹالوی دوست کو رخصت کرکے حضرت صاحب نیچی نظر کرکے گھر تشریف لے گئے اور والد صاحب نے حضور کی خدمت میں کچھ عرض نہ کیا۔ حمائل شریف لیکر مسجد اقصیٰ میں بیٹھ کر پڑھنے لگ گئے۔ ایسی حالت میں ایک فقیر آیا۔ اور اس نے دریافت کیا کہ "مرزیاں دا گھر کیہڑا اے"۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ ان کے گھر میں آج نیاز دی گئی ہے۔ والد صاحب نے گھر بتلا دیا۔ اور اس کو یہ بھی کہدیا کہ میں بھی انہی کے ہاں آیا ہوا ہوں۔ فقیر حضرت صاحب کے پاس گیا حضرت صاحب نے شاید کچھ دیا۔ اور اس نے یہ بھی عرض کر دیا کہ آپ کا ایک مہمان مسجد میں بیٹھا ہوا ہے۔ حضرت صاحب نے والد صاحب کو بلوایا۔ اور معذرت کی۔ اور فرمایا۔ کہ ہم اس خیال میں رہے۔ کہ آپ ان بٹالوی دوست کے ہمراہ ہی آئے تھے اور ہمراہ ہی چلے گئے۔ پھر اس وقت کھانا تیار کروایا (جن میں مچھلیاں بھی تھیں) اور کھانا کھلا کر پھر آنے کی وجہ دریافت فرمائی۔ والد صاحب نے اس اخبار مانگنے والے شخص کی نسبت دریافت کیا۔ اور سارا واقعہ بیان کیا۔ حضرت اقدس نے فرمایا۔ کہ وہ تو یہاں نہیں آئے۔ اور یہ بھی فرمایا۔ کہ یہ معمولی بات ہے۔ پھر والد صاحب نے سید محمد صاحب جونپوری کی نسبت دریافت فرمایا کہ ان کی رجعت جسمانی کے ہم قائل ہیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا یہ سب توہمات ہیں۔ پھر والد صاحب نے عرض کیا کہ کوئی وظیفہ بتلایئے۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ نماز عشاء کے بعد کسی سے بات چیت نہ کریں۔ اور کم از کم سو بار درود شریف پڑہیں۔ اور پڑھتے ہوئے یہ یقین رکھیں۔ کہ برکات و انوار الٰہی آسمان سے نازل ہو رہے ہیں۔ والد صاحب نے عرض کیا کہ کونسا درود شریف۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ وہی جو نماز میں پڑھا جاتا ہے۔ پھر والد صاحب نے حضرت اقدس کو درود شریف سنایا جب اللھم صل علیٰ محمدؐ وعلی آل محمدؐ کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید پڑھا۔ تو ٹھہر گئے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ آگے پڑھو۔ پھر جب والد صاحب نے اللھم بارک علی محمد الخ پڑھا۔ تو حضرت اقدس نے فرمایا۔ ایسے ہی کم از کم سو بار پڑھا کریں۔ پھر واپس آکر کچھ عرصہ کے بعد والد صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے متعلق استخارہ کیا۔ تو عید کے روز صبح اٹھتے ہی زبان پر جاری ہوا۔ قد مات عیسیٰ۔ قد مات عیسیٰ۔ اسی طرح حضرت اقدس کی صداقت کے متعلق استخارہ کیا۔ اور پھر بیعت کر لی۔ سنہ وغیرہ مجھے اچھی طرح یاد نہیں ہے۔ میں اسوقت بہت چھوٹا تھا۔ جبکہ آپ (حضرت خلیفۃ المسیح ثانی) مفتی فضل الرحمٰن صاحب کے ہمراہ امرتسر تشریف لائے۔ اور والد صاحب نے آپ کی دعوت کی تھی۔

خاکسار عبد الرحیم از شملہ

احمدی بچوں کیلئے ایک سبق

میرے لڑکے نے جس کی عمر ساڑھے سات سال کی ہے۔ اور جو دین کے واسطے وقف ہے۔ قرآن مجید ختم کیا ہے بفضلہ تعالیٰ اس نے عاجز کی تحریک پر اپنے جمع کردہ پیسوں میں سے مبلغ آٹھ روپے اخبار الفضل ایک سال کے واسطے کسی حاجتمند صاحب کے نام پر جاری کرنے کے واسطے دئیے ہیں۔ جو بذریعہ منی آرڈر ارسال خدمت ہیں۔ اخبار کسی کے نام جاری کردیں۔ خاکسار ڈاکٹر حاجی خان یوسف زئی احمدی کامران (عدن)

الفضل:۔ اس سعید بچے کو اللہ تعالیٰ آپ کی آرزو کے مطابق دین کا خادم بنائے۔ اور حیات ابدی اور حیات فانی ہر دو میں کامران و کامگار ہو۔

(ایڈیٹر)

جلسہ جماعت احمدیہ جہلم

وفد تبلیغ کے آنے پر انجمن انصار الاسلام جس نے اپنے آپ کو شیعہ۔ حنفی۔ اہل حدیث کا مجموعہ بتایا۔ مناظرہ پر بڑے اصرار سے مستعد ہوئی۔ اور کہا۔ کہ اگر انجمن احمدیہ نے ہم سے مناظرہ کیا۔ تو ہم کسی قسم کا علیحدہ مجمع نہیں کرینگے۔ بصورت دیگر ہم ضرور اپنے میدان قائم کرینگے۔

غرض انجمن مذکورہ کی دعوت کو قبول کرکے تصفیہ شرائط کیا گیا ۲۴ ستمبر کو سب انسپکٹر صاحب نے فریقین سے ضمانتیں طلب کیں جس پر ہم نے ضمانت نامہ تحریری پیش کر دیا۔ لیکن فریق مقابل نے اسپر پہلے تو مناظرہ کے ٹالنے کی کوشش کی۔ کبھی ہم سے دوسرا اشتہار پہلے اشتہار کی تردید میں دلانے کی فرمایش کی گئی۔ کبھی ہم سے اپنے الفاظ واپس لینے کا تقاضا کیا گیا۔ آخر یہ عذر پیش کیا کہ کیونکر ہم اپنے اجزائے مختلفہ کی ضمانت دے سکتے ہیں۔ اسپر سب انسپکٹر صاحب نے ایک شجاعانہ ہمدردی کے ساتھ سارا بوجھ حفظ امن وغیرہ کا اپنی ذات پر لیکر ایام جلسہ میں بڑی پابندی سے نگہداشت فرمائی۔ خدا ان کو نیک جزا دے۔

انجمن انصار الاسلام نے اپنے آپ کو تین عناصر کا مجموعہ ظاہر کیا۔ مگر افسوس کہ ان میں باہم یکسنگی نہ پیدا ہو سکی۔ اور شیعہ عنصر نے ہمیں جلسہ گاہ سے جواب دیا۔ جس سے ماسٹر امرناتھ صاحب بی اے کاتب کی حویلی کو جلسہ گاہ بنانا پڑا۔

غرض ۲۵ ستمبر ۲۶ء کو حضرت حافظ روشن علی صاحب نے وفات مسیح ناصری پر قرآن و حدیث سے دلائل قاطعہ پیش کئے۔ جن پر مولوی محمد امین صاحب امرتسری اہل حدیث نے کھڑے ہوتے ہی کہا کہ حافظ صاحب نے تمام آیات قرآنی کے معنے غلط کئے۔ مگر انہیں معلوم ہو گیا۔ کہ جو کچھ میں نے کہا ہے غلط کہا ہے۔ مجمع ہزار سے کچھ اوپر تھا۔ جس نے حافظ صاحب کے دلائل معقول پاکر ان کو قابل تسلیم جانا۔ مگر شام کو انجمن انصار الاسلام نے تنگی کرکے اپنا علیحدہ اکھاڑہ قائم کر لیا

۲۶ ستمبر کو مولوی عبد الغفور صاحب مولوی فاضل نے "ختم نبوت" پر تقریر کی۔ سید عبد الرحیم شاہ صاحب فیروز پوری نے سوال و جواب کئے۔ اور معقول پسند اور حقیقت شناس پبلک کی صدا تھی۔ کہ احمدی لیکچرار کے ختم نبوت کے دلائل کو سید صاحب ہرگز نہیں توڑ سکے۔ آج کا مجمع ڈیڑھ ہزار کے قریب تھا۔

دوسرے اجلاس میں مولوی عبد الکریم صاحب مولوی فاضل نے صداقت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تقریر کی۔ اس دفعہ بھی سید عبد الرحیم صاحب نے وقت لیا۔ فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ کا معیار پیش ہونے پر شاہ صاحب سے کچھ بن نہ آیا

اور بار بار دعویٰ کے بعد کی عمر پر اعتراضات کرتے رہے لیکن وہ قائم رہا۔ لیکن اخلاقی پہلو کو تالیوں اور سیٹیوں اور فضول آوازوں سے سخت مجروح کیا گیا۔ جب جناب سب انسپکٹر صاحب کو کسی قدر تنبیہ بھی انہیں کرنی پڑی۔ ہر چند حاضرین کی توجہ کو شور وغل سے روکا گیا۔ تاہم ایک خاص فائدہ اس اجلاس میں یہ پہنچا۔ کہ ایک بڑی مخلوق خدا نے اس امر کا برضا ورغبت اظہار کیا۔ کہ ہم آج سے حضرت مرزا صاحب کے متعلق کبھی بدگوئی نہ کریں گے۔ قریباً سات آٹھ آدمیوں نے اقرار صداقت احمدیت کیا۔

خان صاحب غضنفر علی شاہ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس پونچھ نے طرفین کے مناظرین کے طرز بیان اور مبلغ علم پر ریمارک کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ احمدی لیکچرار بالخصوص حافظ روشن علی صاحب ثقہ۔ شستہ زبان۔ مؤدب اور اعلیٰ علم وفضل کے مالک ہیں۔ لیکن بالمقابل کمزور آدمی ہیں۔ انہیں کوئی قابل آدمی منگوانا چاہئیے تھا۔ میر عبدالرحیم شاہ صاحب نے جناب سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس و ڈی۔ پی۔ اور جناب آغا عباس رضا صاحب سب انسپکٹر اور دیگر سوادارن اہلبیت کو ابھارنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ شعر پڑھا۔

کربلا ایست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ قول پیش نہ کیا کہ کوئی شخص حضرت عیسیٰؑ اور حضرت امام حسینؓ کو برا کہہ کر ایک رات زندہ نہیں رہ سکتا۔ معاملہ صاف ہو گیا۔

جماعت احمدیہ جہلم جناب آغا عباس رضا صاحب سب انسپکٹر کے تہ دل سے ممنون ہے۔ کہ آپ نے ہر وقت ایک دستہ پولیس کو ساتھ لیکر کما حقہ حفاظت کی۔

خاکسار محمد حسن سیکرٹری تبلیغ۔ جہلم

نظم

(بتقریب جلسہ انجمن احمدیہ جہلم پڑھی گئی)

حمد بے حد بایزد علام — نعت بے حد بذات خیر انام
بعد ازیں حاضرین مجلس پر — میری جانب سے لاکھ لاکھ سلام
طبع موزوں نہیں کہاں لائی — با حضور پیش حاضرین کرام
کہنا ہے سنا عوض معاذ ہو — آج کے ام [illegible] کے دام
باعث مسئلہ کے منہ پہ ہو جاتے — آج کچھ ذکر مسلم و اسلام
ایک وہ وقت تھا کہ اے مسلم — باغ عالم میں تھا ترا ہی خرام
تیرے خرمن کے خوشہ چیں تھے — چین و جاپان و ہند و فارس و شام
فلسفی منطقی و ہیئت داں — تیری ہستی تھی سب کا صدر مقام
اور مہندس۔ مورخ و فصحا — تیرے دم سے تھا ان کا باقی نام
نکتہ سنجی و خوش بیانی میں — رودکی عنصری و عمر خیام
دیں مقدم تھا تجھکو دنیا پر — شام سے صبح۔ صبح سے تا شام
جان سے جو عزیز تر تھا تجھے — زہد و تقویٰ تھے اور صلوٰۃ و صیام
صف کفار پر شدید تھا تو — اہل ایماں کا دست بستہ غلام
استقامت کو دیکھ کر تیری — پانی پانی تھا زہرۂ ضرغام
تیرے قبضہ میں زندگانی تیغ — تھی پیام اجل تری صمصام
الغرض ہر ہنر کے اہل کمال — مانتے تھے تجھے ہی اپنا امام
حیف کل تھا جو درد سر کی شفا — آج وہ خود ہے مرجع آلام
لیکن افسوس خود ہی بھول گیا — اپنی ہستی کو مسلم خوش کام
آخر کار مثبت استحوال کا جبا — "بندہ عاجز ہے گردش ایام"
اب فقط تیرا نام ہے مسلم — اور اک رسم سی ترا اسلام
حرص دنیا میں منہمک شب و روز — دین پوچھو تو ہے برائے نام
سخت گوئی میں آپ اپنی نظیر — بات تنخیر ہے اور زبان حسام
تیرے طرز عمل پہ ہے موقوف — ابتدا تیری اور ترا انجام
ہیرا پھیریوں سے بنتی دیکھ و دنشر — اور غیروں کو صلح کا پیغام
دی ندا غیب سے یہ ہاتف نے — اے زد سست پردن است تمام
کر مناجات مرے لفظوں میں — سر کو سجدہ میں پیش رب انام
تیرے احسانوں کی کوئی حد ہے — اے مرے ذوالجلال والاکرام
وجہ کسب معاش ہیں ایام — اور راتیں ہیں موجب آرام
ماہ و خورشید کے چراغوں سے — ہیں منور در و دریچہ و بام
تیری الوان نگاریوں کے نقوش — سبب [illegible] و نباتاتی دام
تیری صنعت کے راز سربستہ — تا ازل۔ جود دلبستہ و بدام
تیری خدمت کے واسطے مامور — برق و باراں۔ و ابر و باد و غمام
نعمتیں بیشتر بروں ز شمار — کس کی طاقت ہے کہ کرسکے ارقام
تیرے سائل نے آج سے پہلے — لے لیا تجھ سے کچھ نہ کچھ انعام
مادر مہربان ہوسے ہیں — اپنا لو نظر وہ گل اندام
تیرے الہام کی تسلی پر — ڈالا دریا میں نے تیرا نام
تو جو چاہے تو ہند کی مٹی — زیب تن کرلے خلعت الہام
آج تو بھی وہی ہے ہم بھی وہی — بند لیکن ہوا در اعلام
آدمی پہ تو عارضی فیضان — گم رہ مورد کے لئے ہو دوام
حیف اشرف تو آرزو ہی مرے — اور ادانی کا اس قدر اکرام
عہد وہ اور یہ وفائے عہد — ابتدا شور و بے نمک انجام
پردہ غیب سے ندا آئی — ہو نہ مایوس نازش اسلام
باطل است آنچہ مدعی گوید — "بند آئندہ ہے در الہام"
تم ہوئے سست گام خود ورنہ — ہم وہی ہیں ہمارا فیض بھی عام
کرکے تکمیل دین نابالغ — کر دیا ہے قمر کو ماہ تمام
ساتھ ہی کر کے نعمتیں پوری — تم کو سونپی ہیں برسبیل دوام
جام بھر بھر پلا ہی دو اب تو — میکدہ ہے تمہارا تم قسام
اپنی صہبا میں دی ہے مے مگر — کوئی ساقی ہو تو پلائے جام
جام عرفاں پیئے تو بولی انکو — خاتم الانبیاء کا ایک "غلام"

آنکہ او داد ہر نبی را جام
داد آں جام مرا بتمام

وعدہ وہ جو کتاب پاک میں ہے — اور خبر میں بھی پا چکا ارقام
دونو "منکم" بھلائے تم نے — ہو گا تم میں سے ہی تمہارا امام
ابن مریم کا انتظار مزید — ہے موذن کی بانگ بے ہنگام
لیکے آدم سے تا بیسوع مسیح — انبیاء ہیں غلام خیر انام
"وہ جو چاہے تو امتی کو نبی — اور نبی کو دے امتی کا مقام
اپنی اُمت کے فرد کامل کو — سب کی شانوں کا کردے مظہر تام
کیا کسی کی مجال چون و چرا — حکم آقا کے نیچے ہیں خدام"
یہ ہے روح عناصر مسلم — اور یہی ہے حقیقت اسلام

بڑھ نہ حد ادب سے آگے حسن
بیٹھ جا کر کے دوستوں کو سلام

(حسن جہلم)

کوہ مری پر تبلیغ احمدیت

احمدیہ جماعت کوہ مری کی تبلیغی جدوجہد سے پچھلے دنوں ایک پُرجوش نوجوان مشتاق احمد صاحب بیعت کر کے سلسلے میں داخل ہو چکے ہیں۔ جنہوں نے باوجود سخت تکالیف اٹھانے کے استقامت کا بہترین نمونہ دکھایا۔ اور مخالفین کو ان کی شرارتوں میں ناکام کر دیا۔ اور اپنے استقلال سے ان کے ذہن نشین کر دیا کہ صداقت کا نشہ دنیا کی مصیبتیں نہیں اتار سکتیں۔ الحمد للہ کہ ۱۵ اکتوبر کو ایک اور دوست خواجہ عبدالسبحان صاحب سلسلے میں داخل ہوئے۔ اس نئے دوست کو بھی قریب قریب انہیں تکالیف کا سامنا ہوا۔ اور خدا کے فضل سے اب بھی مخالفین کو نامرادی اور ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ احباب ان کے لئے اور جو لوگ زیر تبلیغ ہیں ان کے واسطے بھی دعا فرمائیں۔ ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب خاکی تبلیغ میں خاص طور پر حصہ لے رہے ہیں۔ اور ان نئے دوستوں کا سلسلے میں داخل ہونا ایک حد تک ان کی کوششوں کا ہی نتیجہ ہے۔ احباب ان کے لئے بھی دعا فرمائیں۔

محمد شفیع اسلم جنرل سکرٹری انجمن احمدیہ کوہ مری

ملکوال میں عیسائیوں سے مناظرہ

۱۰ اکتوبر ۱۹۲۶ء کو ملکوال میں عیسائیوں اور احمدیوں کا مناظرہ ہوا۔ مولوی فضل الٰہی صاحب نے پادری کرشن لال صاحب کے اگلی کتابوں کے جواب دئے۔ پادری صاحب نے یہ سوال کیا کہ قرآن شریف میں آیا ہے کہ اے محمد صاحب اپنے گناہوں کی معافی مانگ۔ مولوی صاحب نے اس کا جواب اس عمدگی کے ساتھ دیا کہ مخالف لوگ بھی بہت خوش ہوئے۔ مولوی صاحب نے یہاں تک بھی کہہ دیا کہ میں آپ کو ۵۰ روپے انعام دیتا ہوں اگر آپ ثابت کر دکھلائیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فلاں گناہ کیا لیکن پادری صاحب نہ کر سکے۔

غلام حیدر از ملکوال

ہر ایک اشتہار کی صحت کے ذمہ دار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

سرٹیفکیٹ
تریاق ثلاثہ
عبدالرحمن کاغانی
دواخانہ رحمانی قادیان ضلع گورداسپور
پنجاب
محافظ صحت
حب راحت
عورتوں کی بیماری

(اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی)

بعدالت جناب چوہدری محمد لطیف صاحب بی اے ایڈیشنل سب جج بہادر روپڑ

تیجا سنگھ ولد اچھرو ذات جٹ ساکن ہوشیارپور۔ تحصیل کھرڑ۔ مدعی

بنام

(۱) مائی ولد نورا و (۲) جیوا ولد موسن اقوام فقیر ساکن ہوشیارپور۔ تحصیل کھرڑ مدعا علیہم

دعوےٰ دلاپانے مبلغ -/۱۱/۲۰۹ روپیہ

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں ہر دو مدعا علیہم مذکور تعمیل سمن سے دیدہ و دانستہ گریز کرتے ہیں۔ اور روپوش ہیں۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام مدعا علیہم زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ جاری کیا جاتا ہے۔ کہ وہ بتاریخ ۲۶ کو مقام روپڑ حاضر ہو کر اصالتاً یا مختار آیا وکالتاً پیروی مقدمہ کریں۔ ورنہ ان کی عدم موجودگی میں کارروائی یکطرفہ عمل میں آئے گی۔

آج بتاریخ ۲ کو بدستخط میرے و مہر عدالت کے جاری ہوا۔

مہر عدالت — دستخط حاکم

جملہ اشتہارات کی صحت کے ذمہ دار خود مشتہر ہیں نہ کہ منشی یا ایڈیٹر

ممالک غیر کی خبریں

لنڈن سے ایک سنسنی خیز رپورٹ آئی ہے۔ جس میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ دولت اطالیہ اس فکر میں ہے۔ کہ جس ٹرکی علاقہ پر پہلے اس کا اثر تھا۔ وہاں وہ اب پھر اپنا اثر قائم کرے۔ اطالوی سفارتخانہ نے اس رپورٹ کو غلط اور لغو بیان کیا ہے +

لنڈن ۱۲ اکتوبر۔ ٹائمز کا نامہ نگار مقیم برلن راوی ہے کہ پروشیا کی کونسل کے حالات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حکومت قیصر ولیم کے خاندان کو مفاہمت کی تصدیق ہو جانے پر پانچ ملین مارک ادا کردیگی۔ اور پانچ ملین مارک ماہ فروری میں ادا کر دیئے جائیں گے ہنزولیوں خاندان کو قلعہ ہمبرگ کے علاوہ سابق قیصر کی دو شکارگاہیں اور برلن کے دو محل بھی مل جائیں گے۔ ان کے علاوہ شہزادوں اور شہزادیوں کو رہنے کے لئے کوٹھیاں دی جائینگی۔ اس معاملہ پر اشتراکی جماعت کی طرف سے بڑا شور برپا کیا گیا۔ اور اجلاس کو پانچ دفعہ برخاست کرنا پڑا۔ آخر بدنظمی کے باعث اجلاس بند کرنا پڑا۔ پولیس نے مداخلت کی۔ دھینگا مشتی میں تین ارکان زخمی ہوگئے۔ نائب صدر پر دوات پھینکی گئی +

ورسیلز ۱۲ اکتوبر۔ جانشلے کے قلعہ میں چور گھس گئے اور اس گلابی الماس کو اڑا کر لے گئے۔ جو گرانڈ کونڈے کے نام سے مشہور تھا۔ اور جس کی قیمت پہلے ایک کروڑ فرانک ہوا کرتی تھی۔ اس الماس کے علاوہ دو خنجر بھی اچک لے گئے۔ بہت سے طلائی زیور اور چند نمونے کے ہیرے بھی چوری ہو گئے +

سنگاپور ۱۲ اکتوبر۔ کانشانگ جہاز سیام جو چین سے آرہا تھا۔ افسران محکمہ ریونیو نے بھاری مقدار میں افیون پکڑی ہے۔ جس کی قیمت کا اندازہ ۱۰ لاکھ ڈالر کیا جاتا ہے۔ یہ افیون انجن کے کمرہ میں رکھی تھی +

اخبار "استقلال" اس خبر کا ذمہ دار ہے۔ چونکہ ایران میں ماہرین مالیات امریکن ہیں۔ اس لئے چند دن ہوئے۔ انکی ایک جماعت اس غرض سے نیویارک کو روانہ کی گئی۔ کہ وہ حکومت ایران کے لئے ایک کروڑ ڈالر قرضہ کے متعلق گفت و شنید کرے +

نیویارک ۱۴ اکتوبر۔ سابق قنصل جنرل ایران [illegible] گرانڈ سنٹرل اسٹیشن کے سامنے سیل کلب کی ساتویں منزل کی ایک کھڑکی سے گر پڑے۔ اور فوراً جان بحق تسلیم ہوگئے +

مشنریوں کی ایک جماعت کردیہ کے چینی دستہ کی حفاظت میں جا رہی تھی۔ کہ چینی قزاق آپہنچے چینی دستے کے آدمی قزاقوں کو دیکھتے ہی بھاگ گئے۔ اور قزاقوں نے مشنریوں کو لوٹا۔ اور ان میں سے تین آدمیوں کو جن میں دو نوجوان لڑکیاں بھی ہیں اٹھا کر لے گئے +

ہندوستان کی خبریں،

امرتسر ۱۳ اکتوبر۔ برطانی سپاہ کے دستے جس میں سوار اور پیدل دونوں شامل تھے۔ شہر کے چند بازاروں میں گشت لگایا۔ مسٹر ہالینڈ سپرنٹنڈنٹ پولیس اور مسٹر واڈ ڈپٹی کمشنر آگے آگے تھے۔ خیال کیا جاتا تھا۔ کہ یہ احتیاطی تدبیر دسہرہ کے جلوسوں کے سلسلہ میں اختیار کی گئی ہے۔ جو یہاں ہر شام کو نکالے جا رہے ہیں +

الہ آباد ۱۲ اکتوبر۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ الہ آباد نے گورنمنٹ سے سفارش کی ہے۔ کہ تعزیری پولیس میں ۵۰ آدمیوں کا اور اضافہ کیا جائے۔ اور اس کے مصارف الہ آباد کے مسلمانوں سے وصول کئے جائیں +

الہ آباد ۱۲ اکتوبر۔ چیرمین میونسپل بورڈ الہ آباد نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ الہ آباد کے خلاف ۲۵ ہزار روپیہ ہرجانہ کا دعویٰ بسلسلہ فساد داد کاندھو جلوس دائر کردیا ہے۔ پنڈت سے ان سیرو نے بھی جو اس جلوس میں زخمی ہوئے تھے ۵ ہزار روپیہ کا دعویٰ کردیا ہے۔ ۲۰ اکتوبر سماعت درخواست کی ابتدائی تاریخ مقرر کی گئی ہے +

کاشی پور سے ۱۲ اکتوبر کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ یو۔پی۔ پراونشل پولٹیکل کانفرنس کے آئندہ اجلاس کے لئے جو پنڈال وہاں بنایا جا رہا ہے۔ اس کے سامنے ہندوستان کا متحدہ قومی جھنڈا نصب کرنے کی رسم بڑی شان و شوکت کے ساتھ ادا ہوئی۔ پنڈتوں نے وید کے منتر اور مولویوں نے قرآن مجید کی آیات پڑھیں۔ سکھوں نے گرنتھ صاحب کے کچھ بھجن گائے اور قومی جھنڈا "اللہ اکبر" و "بندے ماترم" کے پرجوش نعروں کے درمیان بلند کیا گیا۔ ہندو سبھا کا بینڈ برابر بجتا رہا بعض ارکان کانگریس نے اس موقعہ پر تقریریں کیں کہ جھنڈے کے مختلف رنگوں اور چرخہ کی تصویر کا مطلب سمجھایا۔ اور حاضرین کو قومی جھنڈے کی عزت بچانے کی ضرورت جتائی +

لاہور ۱۳ اکتوبر۔ پنجاب لیجسلیٹو کونسل اور لیجسلیٹو اسمبلی کے لئے صوبہ پنجاب سے امیدواران کے کاغذات نامزدگی ۲۷ اکتوبر سے ۱۵ نومبر تک بشمول ہر دو یوم ریٹرننگ افسر کے ہاں داخل کئے جائیں گے۔ ۸ نومبر کو کاغذات کی پڑتال کی جائے گی۔ تمام حلقوں سے انتخاب کے لئے رائے شماری ۲۳ سے ۳۰ نومبر تک ہوگی +

سندھ میں مشہور ایرانی شاعر عمر خیام کی رباعیات پیتل پر کندہ ملی ہیں۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ عمر خیام سندھ میں بھی سفر کرچکا ہے +

امرتسر ۱۳ اکتوبر۔ ملیریا بخار کی وجہ سے اموات میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے۔ ۱۰ اور ۱۱ اکتوبر کو ساٹھ اموات ہوئی ہیں۔ جن میں سے ۴۴ کا سبب ملیریا ہے۔ اور ۱۲ اکتوبر کو ۳۸ اموات میں سے ۲۸ ملیریا کی وجہ سے واقع ہوئیں +

راولپنڈی ۱۱ اکتوبر۔ آئندہ دسہرہ کے متعلق سپرنٹنڈنٹ پولیس نے تمام ہندو جماعتوں کے سکرٹریوں کو نوٹس دیا ہے۔ کہ کوئی جلسہ یا مجمع منعقد نہ کریں۔ اور نہ دسہرہ کے سلسلہ میں کوئی جلوس نکالیں۔ جب تک کہ اس کے لئے لائسنس حاصل نہ کیا جائے +

بمبئی ۱۳ اکتوبر۔ جنوبی افریقہ کا سرکاری وفد تین ہفتہ ہندوستان میں قیام کرنے کے بعد جنوبی افریقہ روانہ ہوگیا +

۱۲ ماہ حال کو پنڈت کالی چرن کے خلاف ویتر جیون کا مقدمہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ آگرہ کی عدالت میں پیش ہوا۔ اور چار گواہان استغاثہ کی شہادت لی گئی۔ صفائی کی جانب سے بارہ گواہ صفائی پیش ہوئے +

پنجاب کے نائیوں نے اپنے آپ کو منظم کرلیا ہے۔ ۱۲ اکتوبر کو امرتسر میں رام سنگھ کے تھیٹر میں ایک ہزار سے زائد ڈیلی گیٹوں کی موجودگی میں ان کی پہلی کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس کا ایک خاص پہلو یہ تھا۔ کہ ہندو، سکھ اور مسلمان تینوں فرقوں کے نائی اس میں شریک ہوئے تھے +

کلکتہ ۹ اکتوبر۔ مسٹر ستیندر ناتھ سین جو بنگال آرڈیننس کے ماتحت مانڈلے جیل میں مقید ہیں۔ راج شاہی و چاٹگام کے حلقہ انتخاب سے لیجسلیٹو اسمبلی میں بلا مقابلہ منتخب ہوگئے۔

ہز ہائی نس مہاراجہ پٹیالہ ریاست کی صنعتی ترقی میں نہایت دلچسپی لے رہے ہیں۔ اسی غرض سے ایک اقتصادی بورڈ قائم کیا گیا ہے۔ ۱۳ اکتوبر کو ہز ہائی نس نے نمائش کا افتتاح کیا +

شملہ ۱۵ اکتوبر۔ جناب وائسرائے کا ارادہ ہے کہ ہر سال ہندوستانی یونیورسٹیوں کے انڈر گریجوایٹوں سے کسی مسئلہ حاضرہ پر مضامین لکھایا کریں۔ اور بہترین مضمون نگار کو ایک طلائی تمغہ عطا کیا کریں۔ جو صوبہ طلائی تمغہ حاصل کرے گا اس کے سوا دوسرے صوبوں میں سے ہر ایک صوبہ کے بہترین مضمون نگار کو ایک نقرئی تمغہ دیا جائے۔ اس کارروائی کا مقصد یہ ہے۔ کہ کالج کے طلبہ میں بروقت فرصت ایسی کتابیں اور تحریرات پڑھنے کا شوق پیدا ہو۔ جو ہندوستان اور دنیا کے لئے اہمیت رکھتی ہیں۔ پہلا مقابلہ مضمون نگاری ۹ جنوری کو منعقد ہوگا۔ اور مضامین "زراعت ہند" کے موضوع پر لکھائے جائیں گے +

(منشی عبدالرحمٰن کپتھوری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)